جناب ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی صاحب

امت اسلامیہ کے خلاف یہودی سازشیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرماکر جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں اوس وخزرج کے قبائل کی خاصی تعداد اسلام قبول کرچکی تھی۔ آپ کی آمد سے اہل مدینہ میں دین وشریعت پر عمل کرنے اور اس کے مطابق معاشرہ کو ڈھالنے کا جذبہ مزید گہرا ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہجرت کے پہلے سال کچھ ایسے اجتماعی فیصلے فرمائے جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مدینہ منورہ میں امن وسلامتی کے قیام میں مدد ملی بلکہ قبائلیت، علاقائیت اور لسانیت سے بالاتر ایک عالمگیر امت مسلمہ کا تشخص نمایاں ہوگیا۔

اسلام کا پیغام تو آغاز سے ہی عالمگیر تھا، اور کسی خاص علاقہ، نسل یا قبیلہ کے لوگوں تک محدود نہیں تھا۔ اس کے دامن میں قبائل قریش کو بھی پناہ ملی او اوس وخزرج کے باہم متحارب گروہوں کو بھی امن وسکون ملا، بت پرستوں کے لیے بھی اس کے دروازے اس طرح کھلے ہوئے تھے جس طرح یہود ونصاریٰ کے لیے کھلے ہوئے تھے، چنانچہ شروع سے ہی مختلف علاقوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں نے اسلام کی حقانیت کو سمجھا اور اسے قبول کیا۔ یہودیوں کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ وہ نسل پرستی کے اندھے تعصب میں مبتلا رہے ہیں، اسلام کے ابدی پیغام کے بارے میں بھی ان کا ردعمل معاندانہ اور تعصبانہ تھا۔ انہوں نے مدنی دور کے آغاز سے ہی سازشیں شروع کردی تھیں۔ ان کی سازشوں کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو خاص طور پر جزیرۃ العرب میں اور عام طور پر دنیا بھر میں پھیلنے سے روکا جائے نیز دین کی بنیاد پر امت مسلمہ کو عالمی طور پر ابھرنے نہ دیا جائے، چنانچہ یہودیوں نے شروع سے ہی خفیہ طور پر سازشیں کیں، امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ امت کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بہت سی سازشیں کیں۔ عبداللہ بن ابی جو منافقین کا سرکردہ لیڈر تھا۔ یہودیوں کے ساتھ خاص راہ ورسم رکھتا تھا، اس نے مدینہ منورہ میں علاقائی تعصب پھیلانے کی پوری پوری کوشش کی، اہل مدینہ کو بارہا شہ دی کہ وہ بیرونی عناصر (مہاجرین) کو مدینہ منورہ کی سرزمین سے نکال دیں اور اس کی قیادت کو تسلیم کرلیں تاکہ وہ ان کی قومی حکومت قائم کرسکے۔ عبداللہ بن ابی نے نیشنلزم کا پرچار یہودیوں کی ملی

بھگت سے کیا تھا۔ بنو حنیفہ کے لیڈر مسیلمہ کذاب نے بھی علاقائی بنیاد پر نبوت کا دعویٰ کیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ آپ اپنی قوم (قریش) تک اپنی قیادت محدود رکھیں اور اس کے علاقے کے لوگوں کی حکومت اس کے حوالے کردیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے قومیت کے اس نظریہ کو رد فرمایا تھا، مورخین لکھتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے علاقائی تعصب ابھار کر اپنی قیادت چمکانے کی کوشش کی تھی۔

یہودی قبائل اس حد تک اپنی سازشوں میں آگے بڑھے کہ انہوں نے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کی سازش کی تھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قتل کرنے کا گھناؤنا منصوبہ بنایا، لیکن عہد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحکم قیادت اور رسالت کی وجہ سے یہودیوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ دین اسلام کو ہر شعبہ زندگی میں غلبہ اور امت مسلمہ کا اجتماعی نظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت مزید مستحکم ہوا۔ نتیجتاً ملت اسلامی نے ایک مضبوط اور عالمگیر تہذیب وتمدن اسلامی عقیدہ واخلاق کی بنیادوں پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہودی سازشوں کا سلسلہ عہد رسالت کے بعد بھی جاری رہا، لیکن عہد خلافت میں بھی انہیں کامیابی نہیں ہوسکی، عہد رسالت وخلافت میں امت مسلمہ کا اجتماعی شعور بیدار تھا۔ اخلاص دیانتداری، اخلاقی اقدار اور جذبہ علم وعمل مضبوط تھا۔ امت مسلمہ کی قیادت جن ہاتھوں میں تھی وہ بھی مخلصانہ طور پر اسلامی اقدار کے محافظ تھے ان کے ملی احساس وشعور اور ذہانت وفراست کی وجہ سے یہودیوں کو اپنے سازشی منصوبوں میں کامیابی نہیں ہوسکی۔ دین اسلام اپنی پوری قوت وعظمت کے ساتھ دنیا میں پھیلتا رہا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر بیسویں صدی کے آغاز میں یہودیوں نے زیادہ منظم طریقہ سے اسلام اور ملت اسلامی کے خلاف سازشوں کا جال بچھانا شروع کردیا۔ ان سازشوں میں تین نمایاں محاذ تھے:

(۱) اسلام کے بنیادی عقائد وماخذ کو چیلنج کرنا ایسے لوگ باقاعدہ تیار کئے گئے جو دین کی بنیادوں کو مشکوک بناکر پیش کریں اور خاص طور پر سنت کی آئینی حیثیت کو تبدیل کریں اس کا مقصد یہ تھا کہ عام لوگوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کرکے انہیں دین سے دور کیا جائے۔ مستشرقین کا ایک گروہ کافی عرصہ سے اس مقصد کے لیے کام کررہا ہے۔ اور ان کی تحریروں اور کتابوں کی اشاعت کا کام بہت منظم طریقہ سے ہورہا ہے۔

(۲) قوموں کی زندگی میں اجتماعی اخلاقی اقدار کی بہت اہمیت ہے جو قومیں اجتماعی طور پر اخلاقی

پستی کا شکار ہوجاتی ہیں اور اپنی اقدار کو پامال کر کے بے راہ روی کا شکار ہوجاتی ہیں وہ ہمیشہ زوال پذیر ہوتی ہیں۔ امت مسلمہ میں بے راہ روی اور بدکرداری کو فروغ دینے کیلئے نہ صرف یہ کہ خفیہ طریقوں کو استعمال کیا گیا بلکہ ثقافت و کلچر کے نام پر بہت سی تنظیموں کو یہ کام سونپا گیا ہے۔

مسلمانوں کی تعلیمی نظام کی بنیادیں بھی تبدیل کرنے کی کوششیں کی گئیں تاکہ سوچ و فکر کا انداز بھی بدل جائے " اپنے علاوہ تمام اجتماعی قوتوں کو ختم کرنے کے لیے ہم اجتماعیت کی پہلی بنیاد کو تباہ کردیں گے یعنی جامعات کو "۔

(۳) امت مسلمہ کے سیاسی مقام اور بین الاقوامی امور میں انکے کردار کو ختم کرنے کے لیے بھی بہت سی خفیہ تنظیمیں قائم کی گئیں، ان کا مقصد امت مسلمہ کے سیاسی اداروں کو تباہ کرنا تھا۔ گذشتہ صدی میں ان بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ خلافت کے ادرہ کو مکمل طور پر تباہ کردیا جائے امت کے مفہوم کو بھلا کر علاقائی اور نسلی تصورات کو ابھارا جائے۔ جہاد، اجتہاد، شوریٰ اور اجماع وغیرہ کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے نکال دیا جائے جسکے بعد امت اسلامیہ میں جدواحد کا تصور ایک خواب بن کر رہ جائے۔ یہودی تنظیمیں اپنے گھناؤنے مقاصد کیلئے مسلسل کام کررہی ہیں یہودیوں کو اپنے مقاصد میں کس حدتک کامیابی حاصل ہوئی، اسکی وضاحت کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں، امت مسلمہ کی موجودہ حالت زار اور ماضی قریب کی تاریخ سب کے سامنے عیاں ہے

خلافت کا ادارہ ملت اسلامی کی سیاسی واجتماعی عظمت کا نگہبان رہا ہے جب تک یہ ادارہ قائم رہا اس وقت تک دنیا بھر میں امت مسلمہ کو ایک باعزت نمایاں مقام حاصل تھا۔ بین الاقوامی معاملات میں کوئی اہم فیصلہ ملت اسلامی کی شرکت کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ کمزور سے کمزور خلیفہ کی بات بھی بڑا وزن رکھتی تھی، اس لیے کہ خلیفہ کی بات دنیا بھر میں مسلمانوں کی بات سمجھی جاتی تھی۔ امت مسلمہ کو بھی خلافت کے ساتھ دینی، تہذیبی، تمدنی اور تاریخی تعلق رہا ہے۔

نظم خلافت کی وجہ سے امت مسلمہ کو اقوام عالم میں جو مقام اور عزت حاصل ہوئی ہے، اس کے بنیادی سبب دو تھے۔ ایک تو یہ کہ خلافت اقامت دین کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا نام ہے، دوسرے یہ کہ خلافت کے ساتھ امت کی وحدت کا تصور بھی وابستہ ہے، خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی اور امت واحدہ کے شعور نے خلیفہ کو دنیا بھر کے مسلمانوں میں بہت عزت اور احترام کا مقام عطا کردیا تھا۔ خلافت بعض ادوار میں غیر متحرک ہونے کے باوجود امید کی کڑی تھی جو مسلمانوں کا وفاق اور نقطہ اتحاد بن سکے۔ یہودی مسلمانوں کی

اس عظمت وقوت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور اس لیے بھی کہ خلافت ان کے لیے بے جا عزائم کی راہ میں رکاوٹ تھی۔ انیسویں صدی کے اخیر میں صہیونیت کے سیاسی پروگرام کا آغاز ہوا۔ تھیوڈور ہرزل (Tehodor Herzal-1860-1904) نے اس منصوبہ کی بنیاد رکھی۔ اس نے اپنی کتاب (Der Juden Stovat یہودی ریاست) میں یہودیوں کی علیحدہ ریاست کا تصور دیا اور ساتھ ہی اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع ہوگئی۔ ۱۸۹۷ء میں پہلی عالمی صہیونی کانگریس کا انعقاد باسل(Basle) میں ہوا، اس کے ذریعہ بظاہر تو بنیادی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا تھی کہ یہودیوں کے کچھ قومی وسیاسی مسائل ہیں۔ اقوام عالم کو ان مسائل کو حل کرنے میں مبذول کرنا چاہئیے اگر معاملہ اسی حقیقت تک محدود ہوتا تو اس میں کوئی ہرج بھی نہیں تھا لیکن یہودیوں کا اصل پروگرام خفیہ تھا، یہودی نسل اور ریاست کی تعمیر میں بہت سی اقوام کی تباہی کا منصوبہ مضمر تھا۔ یہودیوں کے ان سازشی منصوبوں میں استعماری قوتیں بھی شریک ہوگئیں تھیں۔

یہودیوں کا سب سے بڑا ہدف مسلمانوں کا نظم خلافت تھا۔ یہودی اسے ہر صورت میں ختم کرنا چاہتے تھے، اس لیے کہ اپنے مزاج، عناصر اور جذبہ ایمانی کی بدولت اگر کوئی قوم یہود اور شر کے قابلہ کی قوت رکھتی ہے تو وہ فطری حریف صرف ملت اسلامیہ ہے۔ ان مذموم مقاصد کے حصول کے لیے صہیونی طاقتوں نے دو محاذوں پر کام کیا۔ ایک طرف ترکی کے اندرونی محاذ پر زیر زمین کام شروع کیا اور داخلی مسائل پیدا کرکے حکومت کو کمزور کرنے کی کوششیں کیں۔ دوسری طرف عربوں میں نیشنل ازم اور علاقائیت کے جراثیم پیدا کرکے انہیں خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ صہیونی طاقتوں نے مشرق وسطی میں اپنے منصوبوں کو پورا کرنے کیلئے برطانوی نژاد ایک فرد تھامس ایڈور ڈلارنس (1888ء 1935) کو خاص طور پر یہ ذمہ داری سپرد کی کہ وہ فلسطین، شام اور جزیرہ عرب میں شیوخ اور امراء کو بغاوت پر آمادہ کرے۔ لارنس آثار قدیمہ کا ماہر تھا۔ آثار قدیمہ کے مطالعہ کے بہانے اس نے بارہا عرب ممالک کا دورہ کیا۔ کالج کے زمانے میں اسے قرون وسطی میں فوجی فن تعمیر سے خاص دل چسپی رہی، اس نے فرانس میں صلیبی دور کے قلعوں کا مطالعہ کیا، شام اور فلسطین کی جنگی اہمیت کی عمارتوں پر تحقیق کی اور اس موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ جیسس کالج آکسفورڈ میں پیش کرکے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۱۴ء کے آغاز میں لارنس نے اپنے ساتھیوں وولی (Wolley اور کیپٹن نیوکومب (Newcomb) کے ساتھ صحرائے سینا کی سیاحت کی اور اس سارے علاقے کا بغور مطالعہ کیا، خاص طور پر نہر سویز کے مشرق میں ترکی کی سرحد سے متصل علاقوں کا سروے کیا۔ غزہ اور عقبہ جیسے علاقے جو حربی نقطہ نگاہ سے بہت اہم تھے کا جائزہ لیا اور ان

علاقوں کے نقشے تیار کئے۔ پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو لارنس لندن کے جنگی ہیڈکوارٹر میں ماہر نقشہ نویس کی حیثیت سے بھرتی ہوگیا، جہاں اس نے صحرائے سینا کے نقشے تیار کرکے فوج کے حوالے کئے۔ لارنس نے نہ صرف یہ کہ نقشوں کی تیاری میں حکومت برطانیہ کی مدد کی بلکہ مشرق وسطی سے متعلق اپنی معلومات وتجربہ کی روشنی میں ایسے مشورے بھی دیئے جس پر عمل کرکے خلافت عثمانیہ کو نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ لارنس کی ان خدمات کے پیش نظر حکومت نے اسے فوج کی خفیہ سروس کے محکمہ میں لیفٹیننٹ کی حیثیت سے بھرتی کرکے قاہرہ بھیج دیا جہاں اس نے ترک افواج کے بارے میں راز حاصل کیے اور ترکی کے زیرانتظام عرب علاقوں کے نقشے بنائے۔ عربوں میں رہ کر لارنس نے عربی زبان پر مہارت حاصل کرلی اور وہ عرب تہذیب اور ثقافت سے بھی خوب واقف ہوگیا تھا۔ خفیہ ایجنسیوں نے جلدی اسے گرین سگنل دے دیا کہ وہ عربوں میں عرب قومیت اور علاقائیت کے نظریہ کو ابھارے اور اس کی بنیاد پر عربوں کو ترکی کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرے۔ لارنس نے تو پہلے سے ہی عربوں سے اچھے تعلقات بنا رکھے تھے، اس نے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرکے عربوں کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرلیا، اس بغاوت میں سب سے نمایاں کردار امیرمکہ حسین بن علی کا تھا جسے یہ لالچ دیا گیا کہ وہ سارے عرب کا حکمران بنادیا جائے گا۔ اس سازش میں امیرمکہ کے بیٹے عبداللہ اور فیصل بھی شریک ہوگئے، فیصل ان دنوں عرب فوج کے ایک دستہ کا کمانڈر تھا اور بااثر شیوخ بھی امیرمکہ کے ساتھ شریک ہوگئے، ان کی مدد سے لارنس نے ترکوں کے خلاف گوریلا جنگ کا سلسلہ شروع کردیا اور دمشق سے مدینہ منورہ تک پلوں، شاہراہوں اور ریلوے لائن کو نقصان پہنچایا جس سے ترکوں کی سپلائی بری طرح متاثر ہوئی، ایسی افواہیں بھی پھیلائی گئیں جو عربوں اور ترکوں میں باہم نفرت پیدا کرسکتی تھیں، ادھر یہودی جنگ عظیم اول کے دوران اپنے خفیہ منصوبوں پر عمل درآمد میں مصروف تھے اور اس جنگ سے ایسے نتائج حاصل کرنا چاہتے تھے جو ان کے صہیونی عزائم کو پورا کرنے میں ممدو معاون ثابت ہوں۔ لارنس کو دونوں کا تعاون حاصل تھا، برطانوی استعمار کا بھی اور صہیونی قوتوں کا بھی لارنس کو جلدہی فیصل کی فوج میں لیفٹیننٹ کرنل کا عہدہ دے دیا گیا۔ حکومت برطانیہ کی جانب سے باغی قوتوں کو مالی امداد بھی دی گئی اور اسلحہ بھی سپلائی کیا گیا، ادھر امیرمکہ کو یہ لالچ دیا گیا کہ یہ سب کچھ اس کی آزاد مملکت کے قیام کےلیے کیا جارہا ہے اور یہ کہ بہت جلد اس کی تاج پوشی کی تقریب کی جائے گی۔ یہودیوں کی سازشیں رنگ لائیں اور بالآخر ۱۹۱۸ء میں ترکوں کا شام پر اقتدار ختم ہوگیا، لارنس اور اس کے گوریلوں نے ترکوں کو اس محاذ پر سخت نقصان پہنچایا۔ لارنس نے اس جنگ

میں بہت ہی سفاکی کا مظاہرہ کیا، اس نے عرب فوج کو حکم دیا کہ وہ ترکیوں کو جنگی قیدی نہ بنائیں بلکہ انہیں موقع پر ہی گولی ماردیں اس طرح ترکوں کا بہت بڑا جانی نقصان ہوا۔ ترکوں کا اقتدار ختم ہوتے ہی لارنس اور استعماری قوتیں اپنے وعدوں سے پھر گئیں امیر مکہ سے جو وعدے کئے وہ پورے نہیں ہوئے بلکہ ایک خفیہ معاہدہ کے تحت عراق و فلسطین پر برطانیہ قابض ہوگیا اور شام کے علاقہ پر فرانس نے تسلط جمالیا۔

خلافت عثمانیہ کے خلاف اندرونی محاذ پر یہودیوں نے جو سازشی جال پھیلایا اس کی ایک جھلک دکھانے کےلیے ہم خلیفہ عبدالحمید ثانی کا ایک تاریخی خط پیش کررہے ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ حضرت ابوالشامات محمود آفندی علیہ الرحمہ کو اس وقت لکھا تھا جب عبدالحمید کو خلافت سے معزول کر کے جلاوطنی اور قید تنہائی پر مجبور کردیا گیا تھا۔

قارئین کرام اس خط کے مندرجات سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ امت مسلمہ کے نظم خلافت کو منہدم کرنے کے لیے صہیونی طاقتوں نے کیسی کیسی سازشیں کیں اور یہ کہ ان سازشوں میں کون کون شریک رہے۔ خط کا اردو ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

یاھو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین وافضل الصلوۃ واتم التسلیم علی سیدنا محمد رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین۔"

میں انتہائی نیازمندی کے ساتھ طریقہ شاذلیہ کے اس عظیم المرتبت شیخ ابوالشامات آفندی کی خدمت اقدس میں جن کے روحانی فیوض وبرکات سے اپنے دور کے بڑے بڑے مشائخ کو روحانی جلا اور بالیدگی حاصل ہوئی یہ عرضداشت پیش کرتا ہوں۔ اولاً میں اپنے محترم شیخ کے بابرکت ہاتھوں کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت والا مجھے اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ تقدیم احترام کے بعد عرض گذار ہوں کہ مجھے آپ کا اس سال (۱۹۱۳ء) ۲۲ مئی کا لکھا ہوا گرامی نامہ موصول ہوا۔ میں تہہ دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں حمدوثنا کرتا ہوں کہ اس نے آنجناب کو ہر طرح خیروعافیت سے رکھا۔

سیدی! اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا فضل وکرم ہے اور انہی کی توفیق سے میں طریقہ شاذلیہ کے وظائف پابندی کے ساتھ دن رات پڑھ رہا ہوں۔ جناب والا سے یہ میری عاجزانہ درخواست ہے کہ میرے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا فرماتے رہیں، میں ہمیشہ سے آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ اس

مختصری درخواست کے بعد میں جناب محترم اور آپ جیسے مخلص علماء کرام دینی قیادت رکھنے والوں، امت مسلمہ کے تمام سنجیدہ اور عقل سلیم رکھنے والوں اور آئندہ آنے والی نسلوں کی خدمت میں درج ذیل تاریخی امانت پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! میں یہ بات صاف صاف بتانا چاہتا ہوں کہ امت مسلمہ کی خلافت کی ذمہ داریوں سے ازخود دست بردار نہیں ہوا بلکہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا ہے، یونینسٹ پارٹی جو جوانان ترک کے نام سے مشہور ہے، نے میرے راستہ میں بے شمار رکاوٹیں پیدا کردی تھیں، مجھ پر بہت زیادہ اور ہر طرح کا دباؤ ڈالا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مجھے دھمکیاں دیں اور سازشوں کے ذریعہ مجھے خلافت چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یونینسٹ پارٹی نے پہلے تو مجھ پر اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ میں مقدس سرزمین فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کے قیام سے اتفاق کرلوں۔ مجھے اس پر مجبور کرنے کی کوششیں بھی کیں لیکن ان کے تمام دباؤ کے باوجود میں نے اس مطالبہ کو ماننے سے صاف انکار کردیا۔ میرے اس انکار کے بعد ان لوگوں نے مجھے ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا دینے کی پیشکش کی۔ میں نے اس پیشکش کو بھی یہ کہہ کر رد کردیا کہ یہ ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا تو ایک طرف اگر تم یہ کرہ ارض سونے سے بھر کر پیش کرو تو میں اس گھناؤنی تجویز کو نہیں مان سکتا۔ میں تیس سال سے زیادہ عرصہ تک امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتا رہا ہوں اس تمام عرصہ میں میں نے کبھی بھی اس امت کی تاریخ کو داغدار نہیں کیا۔ اس طرح میرے آباؤ اجداد اور خلافت عثمانیہ کے حکمرانوں نے بھی ملت اسلامیہ کی خدمت کی ہے اس کی تاریخ کو تابناک رکھا ہے، لہذا میں کسی صورت اور کسی حالت میں بھی اس تجویز کو نہیں مان سکتا۔ میرے اس طرح واضح انکار کے بعد مجھے خلافت سے ہٹانے کا فیصلہ کیا گیا اور اس فیصلہ سے مجھے مطلع کردیا گیا کہ مجھے سلانیک میں جلاوطن کیا جارہا ہے مجھے اس فیصلہ ہی کو قبول کرنا پڑا۔ کیونکہ میں خلافت عثمانیہ اور ملت اسلامیہ کے چہرے کو داغدار نہیں کرسکتا تھا۔ خلافت کے دور میں فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کا قیام ملت اسلامیہ کے لیے انتہائی شرمناک حرکت ہوتی اور دائمی رسوائی کا سبب بنتا۔ خلافت ختم ہونے کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہوگیا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں اور ہمیشہ اس کا شکر بجا لاتا ہوں (کہ اس رسوائی کا داغ میرے ہاتھوں نہیں لگا) میرے خیال میں جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ واقعات کو سمجھانے میں بہت مددگار ثابت ہوگا۔ بس اس غرض کے ساتھ میں اپنی تحریر ختم کرتا ہوں۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ کے متبرک ہاتھوں کو چومنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور پوری پوری امید کرتا ہوں کہ جناب میرے آداب و تسلیم کو قبول فرمائیں گے۔ تمام احباب اور دوستوں کو بھی میرا سلام پیش کردیجئے۔

میرے مرشد ! میں نے پوری دیانتداری کے ساتھ اس معاملہ کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے ، یہ میری دلی خواہش تھی کہ میں آپ اور آپ جیسے مخلص احباب کی توجہ اس معاملہ کی طرف مبذول کراؤں ۔ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے ۔ والسلام ۲۲ ایلول 1329 (عثمانی کیلنڈر کے مطابق ستمبر ۱۹۱۳ء)

ملت اسلامیہ کا خادم عبدالحمید بن عبدالمجید

خلیفہ عبدالحمید کے اس خط کا بغور مطالعہ کریں تو بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں ۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر غیر متزلزل یقین تھا یہ یقین ان کے ایمان کامل کی دلیل ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ ایمان کا یہ درجہ جس کی جھلک ان کے مکتوب میں نظر آرہی ہے ۔ انہیں قید تنہائی میں حاصل ہوا ہو ۔ لیکن اس پورے خط کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان کی قوت ہی تو تھی جس کی وجہ سے انہوں نے یہودیوں کی اتنی بڑی مادی پیشکش ٹھکرادی اور ملت اسلامیہ کی تاریخ کو اپنے عہد میں داغدار ہونے سے بچائے رکھا ۔ دوسرے یہ کہ اہل اللہ اور اہل علم سے انہیں گہرا قلبی تعلق تھا ، خلیفہ ان کا جس قدر احترام کیا کرتے تھے اس کا اظہار ان کے اس خط کے ایک ایک لفظ سے ہوتا ہے ۔ تزکیہ قلب وروح کے لیے وہ باقاعدہ سلسلہ شاذلیہ سے وابستہ تھے ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ یہود اور مغرب کی سامراجی قوتوں کے سامنے عزم واستقامت کے ساتھ ڈٹے رہے اور اپنے دور خلافت میں یہودیوں کو سرزمین فلسطین میں قطعہ زمین کسی قیمت پر بھی خریدنے کی اجازت نہیں دی ، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک ترکی میں خلافت عثمانیہ قائم رہی اس وقت تک استعماری قوتوں کا فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا ۔ یہ ایسے حقائق ہیں جس پر امت مسلمہ کو غور وفکر کرنا چاہئیے کہ کس قدر عیاری کے ساتھ اغیار نے ہمارا اجتماعی نظم تباہ کیا اسکے ساتھ ہی ہمارا تعلیمی ، تربیتی ، معاشرتی نظام منتشر ہوکر رہ گیا ۔ " فاعتبروا یا اولی الابصار " ۔ (۱). المنافقون ۴۳ ۔ ۷ ، ۸ مزید تفصیلات کیلئے ان آیات مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں ۔ (۲). الطبری ، تاریخ ج ۲ ، ص : ۱۴۶ .... (۳). مصباح الاسلام فاروقی Jewish Conspiracy پروٹوکول نمبر ۱ ..... (۴). ایضاً پروٹوکل نمبر ۱۶ ، (اس میں تعلیمی ادارے خصوصاً جامعات میں نصاب تعلیم ، نظام تعلیم ، طرز تعلیم اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کو تباہ کرنے کے یہودی منصوبہ کا ذکر ہے) ..... (۵). ازگارودی ، (The Case of Israel) (شروق انٹرنیشنل ، لندن ۱۹۸۳ء ص : ۷) ..... (۶). تصیلات کیلئے جدید انسائیکوپیڈیا برٹانیکا مقالہ لارنس ، ٹی ای ۔

◇◇◇◇◇◇